معالج اور نیم طبّی عملہ کی پیشہ ورانہ اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات

Professional Ethics of Physicians and Paramedical Staff and Islamic Teachings

Hafiza Uzma Arshad [1]

Prof. Dr. Hafiz Mahmood Akhtar [2]

Abstract:

Islamic Teachings stress the need for proper treatment of people who suffer from different diseases. Much emphasis has been put on using any means to protect and save the lives of mentally and physically sick people. We must be concerned about the health of everyone around us. In fact knowledge of the true teachings of Islam is required and the will to follow these instructions is needed in order to cope with such a situation. Seeking a cure for diseases has been advised and patient demanded to counter such a situation. Despondency has been declared a great sin and moaning and complaining has been discouraged in Islam. What is required is to be thankful to God and show gratitude to Him, no matter how bad the circumstances are. The merciful creator sometimes offers his blessings in a usual or hidden way. It is left to us to choose a path to get there and a bid of effort is needed to collect it. Besides the teaching of Islam cover all sorts of medical and ethical aspects of the treatment available for the sick people. This paper is to improve knowledge and understanding of the readers regarding the medical and ethical aspects of treatment in the light of the Qur'anic verses, the sayings of the Holy Prophet (SAW) and the opinions of the different Muslims School of thoughts to promote healthy activities in the Muslim society.

Key words: Treatment, Patient, Care, Doctor, Instruction, Islam, Ethics. Legitimate

اخلاق کا معنی و مفہوم:

اخلاق "خلق" کی جمع ہے جس کا معنی ہے "اخلاقی کردار، فطری رجحان اور افتاد طبع" ہے۔ اخلاق کا انگریزی متبادل Moral اور اخلاقیات کا Ethics ہے۔ لفظ اخلاق عربی میں خلق سے بنا ہے۔ خلق کے معنی اخلاقی کردار یا فطری رجحان ہے اس کی جمع اخلاق ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

"خص الخلق بالهيات والشكال والصور المدركة بالبصر وخص الخلق والسجايا" [3]

---

[1]. Ph.D Research Scholar, Gift University Gujranwala,Pakistan,email:uzmauzma117@gmail.com

[2]. HOD, Department of Islamic Studies, Gift University Gujranwala, hafizmehmoodakhtar@gift.edu.pk

[3] : Raghib Asfhani,Almufrdat fi Ghareeb Al-Quran.Dimascus: Dar-Al_Qalam ,1412H, 297/1

خلق وضع و شکل انسانی کے ساتھ خاص ہے اور اچھے اخلاق کا مشاہدہ نگاہ کرتی ہے اور خلق کے معنی عادت اور خصلت دونوں ہیں۔ انگریزی میں اخلاق کے لیے بہتر لفظ Morality ہے۔ یہ لفظ Mores سے نکلا ہے جس کے معنی کردار اور طور طریقے کے ہیں۔[4]

معروف انگریزی لغت Merriam Webster میں Mora کے ایک معنی یہ درج ہیں:

"Principles of right and wrong in behavior"[5]

اصطلاحی معنوں میں خلق سے مراد انسان کی طبعی خصلت و عادت ہے چاہے اچھی ہو یا بری اپنی مشہور زمانہ کتاب احیاء العلوم میں امام غزالی لکھتے ہیں۔

"فالخلق عبارة عن هيئة فى النفس راسخة عنها تصدر الافعال بسهولتهويسر من غير حاجته الى نكرورويه"[6]

اسلام کا اعلی وصف یہ ہے کہ اخلاق کے سلسلہ میں بھی بنیاد وحی ہے ، یہ انسان کے تیار کردہ نظام میں صرف انسانی عقل کی کاوش اور کوشش پر منحصر نہیں، اس کا منبع ,ماخذ اور سرچشمہ اللہ رب العزت ہے ، وہ جانتا ہے کہ کون سے اخلاق اصلاح اور انسان کی دنیا اور آخرت کی مصلحتوں کے عین مطابق ہیں اور کون سے فساد و نقصان کا باعث ہیں اور اس سلسلہ میں اگر کوئی نص موجود نہیں تو اس کے لیے بنیاد عرف اور مصلحت عامہ کو بنایا گیا ہے ، لہذا ایک ڈاکٹر اور طبیب پر لازم ہے کہ وہ بھی وحی کے اخلاق سے آراستہ ہو، قرآن حکیم میں آپ ﷺ کو اخلاق و کردار کا اعلی اور قابل تقلید نمونہ قرار دیا گیا، قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. "[7]

"اور بلاشبہ آپ ﷺ اخلاق کے بہت بڑے مرتبے پر ہیں۔"

اسلام میں اخلاق کی بنیاد کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں ہر کردار ، عمل اور اخلاق کی بنیادی وجہ عبادت الہی ہے لہذا کسی بھی عمل میں عبادت کی نیت اسے دنیا اور آخرت کے اعتبار سے جدا کرتی ہے اور آخرت کے اجر کی بنیاد حسن نیت اور ارادہ عبادت ہے، ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ خدمت خلق کے جذبے سے لبریز ہو اور اپنی خدمات حصول رضا الہی کی نیت سے پیش کرے ، جس طرح کی نیت ہو گی، آخرت کے اعتبار سے اسی طرح کے نتائج مرتب ہوں گے . لہذا ایک طبیب اور ڈاکٹر کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ حسن نیت سے کام لے اور اپنی خدمات کو عبادت اور مخلوق خدا کی خدمت سمجھ کر کرے۔

---

[4] : Paul W. Diener, Religion and Morality: An Introduction (Louisville : Westminster John Knox Press,1997) p.9

[5] : Morality" Merriam .Webster , accessed January 20, 2018, htts://www.merriam Webster. Com/dictionary/morality.

[6] Ghazali, Muhammad bin Muhammad, Ihya Uloom ud Din, Egypt: Mutabaa Mustafa Al-Baabi,1939, 52/3

[7], Al-Qalam 68:4

معالج کے لیے طبّی اخلاقیات:

علاج کرنا شریعت کے عین مطابق ہے۔ڈاکٹر اور طبیب پر جو بیماریوں کے علاج کے لیے ملازمت کرتا ہے اور وہ لوگوں کے علاج معالجہ کرنے کی قابلیت اور قدرت رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ ان کی شفایابی کی امید پر ان کی تکالیف میں کمی کی غرض سے جہاں تک ممکن ہو ان کے علاج کے لیے اپنی کوشش اور صلاحیتیں بروئے کار لائے۔شریعت کی عام نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں وہی شریعت جو تعاون باہمی پر برانگیخت کرتی ہے اور محتاج وتکلیف زدہ انسان کی مدد کرنے کی رغبت دلاتی ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ ڈاکٹر پر اپنی ملازمت کے دوران میں اپنے ذمہ واجب ڈیوٹی کو بدرجہ اتم پورا کرنا لازم ہے اور اس کی ڈیوٹی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جو مریض اس کے پاس آتے ہیں ان کا علاج کرے لہذا اس کے لیے مریضوں کو واپس کرنا یا ان کے علاج میں کسی قسم کی غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرنا جائز نہیں ہے۔[8] اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طبیب کو اپنے فن پر مہارت ہونی چاہیے اور اہلیت ہر زمانہ کے طریقہ علاج میں وسیع علم اور تجربہ کی متقاضی ہے،ڈاکٹر اور مریض کا تعلق حسن معاملہ سے ہونا چاہیے،مشورہ امانت ہے لہذا اس سلسلہ میں ڈاکٹر کو چاہیے کہ ضرر عام کے خطرے کے علاوہ مریض کے راز کو عیاں مت کرے،حقیر کاموں سے اعراض کرے،مریض سے علاج کا استئذان ہونا چاہیے،مؤثر حقیقی اللہ کی ذات ہے اس لیے مادی علاج کے ساتھ ساتھ مریض کے لیے دعا بھی کرے،عورت اور ستر عورت کا خصوصی خیال کرے،حرام اشیاء سے علاج صرف اضطرار اور ناگزیر حالات میں کرے،خطرناک امراض کی اطلاع کرے اور اگر مناسب ہو تو اس میں تدریج سے کام لیا جائے،ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ نفسیاتی اور روحانی طریقہ علاج کو بھی اختیار کرے،ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ خدمت خلق سے متعلقہ طب کے بنیادی اصولوں سے واقف ہو اور مذکورہ صفات کے ساتھ ساتھ دیگر ضروری صفات کے ساتھ متصف ہونا طبیب کے شایان شان ہے۔

اسلام کی رو سے معالج کا مقام اور اس کے منصب کی اہمیت

معالج یا طبیب کی تعریف:

حدیث میں طبیب کا لفظ ہر ایسے شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو نسخہ لکھے یا علاج بتلائے جسے فزیشین کہتے ہیں۔اور جو سلائی سے آنکھ کا علاج کرے اسے کحال کہتے ہیں۔جو نشتر و چاقو اور مرہم کے ذریعہ علاج کرے اسے جراح کہتے ہیں اور استرے کا استعمال کرے تو اسے خاتن کہتے ہیں۔جو ریزر کا استعمال کرے اسے فاصد کہتے ہیں۔اور جو سینگی کا استعمال کرے اسے حجام کہتے ہیں اور جو ہڈی بٹھاتا اسے جوڑتا اور پٹی باندھتا اسے مجبر کہتے ہیں جو داغنے کا آلہ یا آگ کا استعمال کرتا ہے اسے کواء کہتے ہیں اور جو ڈوش کے ذریعے علاج کرتا ہے اسے حاقن کہتے ہیں خواہ یہ طبیب جانوروں کا ہو یا انسانوں کا ہو غرض طبیب کا اطلاق ان سب پیشوں کے کرنے والوں پر یکساں طور پر ہوتا ہے اور اس دور

[8] -Ibn-e-Baz, Alatimeeyeen: Seht wa Ilaaj aur Medical Staff, .Riyadh, Maktabah Bait-as-Salam 2014AD, p.142

میں بعض مخصوص کام کرنے والوں کو ہی طبیب کہا جاتا ہے۔ تو یہ اس دور کی اصطلاح ہے جیسے کسی عادت کا کسی خاص قوم سے تعلق ہوتا ہے۔[9]

نیت کی درستگی:

سب سے پہلی چیز جو ڈاکٹر اور طبیب کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی نیت اچھی کرے اور اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی کو مدنظر رکھے چونکہ نیت کی درستگی دنیوی اعمال کو بھی آخرت والے اعمال بنا دیتی ہے۔ چونکہ جو طبیب اپنے پیشہ طب سے رضائے خداوندی کا طالب ہوتا ہے تو وہ مریض کی صحت کی حفاظت کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گا۔

اخلاق کی پاکیزگی:

ایک طبیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکارم اور اعلی اخلاق سے مزین ہو، اسلام دین حنیف اور اس میں حسن اخلاق اور مکارم اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ مکارم اخلاق اور اعلی اخلاق کسی بھی شعبہ سے متعلق اخلاقیات میں شامل ہیں، حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق."[10]

"مجھے صرف اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں نیک اخلاق کی تکمیل کروں۔"

مکارم اخلاق میں طب اور اس کی اخلاقیات بھی شامل ہیں اس لیے ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ اپنے شعبے سے متعلقہ اخلاقیات کا اچھے سے لحاظ کرے اور یہ بات حسن اخلاق ہی سے ہے کہ کسی بھی چیز کو اس کی تمام صفات کے ساتھ حسن ادا سے سجایا جائے، لہذا طبیب کو چاہیے کہ کوئی بھی علاج مکارم اخلاق اور حسن ادا سے سرانجام دے۔

بہر حال حسن اخلاق اور مکارم کے عمومی مفہوم میں طبّی اخلاقیات بھی آتی ہیں، اس لیے ایک ڈاکٹر کا ان سے متصف ہونا ضروری ہے۔

ایک طبیب اور معالج پر واجبات میں سے اہم ترین چیز یہ ہے کہ اس کی نیت میں اللہ کے لیے اخلاص ہو اور اس کے قلب میں عبودیت اور بندگی کے جذبات ہوں، وہ اپنے پیشے کو اللہ کی عبادت کی نیت سے مصروف عمل رہے۔

جب انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ کی عبادت ہے اور انسان کے اعراض اور ان میں سے انسان کے اخلاق بھی ہیں، ان کا مقصود بھی عبادت الہی ہے، اگر طبیب اپنے اعمال و اخلاق اور پیشہ کو اللہ کی عبادت بنائے گا تو وہ سب سے اہم واجب کو ادا کر رہا ہے، ارشادِ نبوی ہے:

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى"[11]

---

[9]Ibn Al-Qayyam Al-Jouzi, Muhammad bin Abi Baker, Tibb-e-Nabavi. Lahore. Maktabah Muhammadiyah 2001AD, p.175

[10]Albazar,Ahmad bin umro.musnad bazar.maktaba al uloom w alhakum, madina almunawara,2009,jild 15,Sapha 364

[11] Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami Al-Sahih. dar al kutab, Kitab Bad Al Wahi, , Hadith:1, 6/1

"بے شک اعمال کادار ومدار نیتوں پر اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی۔"

لہذاایک مسلمان طبیب پر لازم ہے کہ وہ اپنے اعمال کو اللہ کی رضا کے لیے خالص کرے، اس کے قلب وذہن میں توجہ الی اللہ غالب ہو، یہ بات اس کے دل میں پیوست ہو کہ اس کے ہر چھوٹے اور بڑے اعمال واخلاق اور افعال کا حساب ہونا ہے۔

مکارم اخلاق اور حسن عمل میں ایک صدق ہے، سچائی مؤمن کی صفات میں سے ایک بنیادی صفت ہے، اس لیے ایک طبیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ صفت صدق کے ساتھ متصف ہو، قرآن حکیم میں ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" [12]

"اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔"

اس آیت میں صرف بات کی سچائی ہی مراد نہیں بلکہ نیت، عمل، اخلاق اور ادا کی سچائی بھی شامل ہے، اس طرح یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے، معاشرے کے جن لوگوں کو علم وحکمت کے اعتبار سے فوقیت حاصل ہے، ان کے یہ شایان شان نہیں کہ ان کی طرف کذب کی نسبت ہو یا وہ اس صفت کے ساتھ متہم ہوں، ایک ڈاکٹر بھی معاشرے کے ان افراد میں سے ہے جن کے ہاتھ میں قیادت وسیادت اور علم وحکمت ہوتی ہے، کرب وبلا اور مصائب وآلام سے غمزدہ لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں، لہذا ڈاکٹر کو اپنی سچائی اور صدق عمل کو برقرار رکھنا چاہیے اور اپنے قول وعمل اور پیشہ میں سچائی کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔

ایک طبیب اور ڈاکٹر کے لیے یہ بات قابل اعتناء ہے کہ وہ اپنے مریضوں سے محبت کرنے والا ہو، شفقت سے پیش آنے والا ہو، ان کے ساتھ نرمی کرنے والا ہو، وہ ان سے ایسی طرز میں گفتگو مت کرے کہ مریض وہم کا شکار ہو جائے، ان پر مایوسی چھا جائے، ایک اچھا طبیب اپنے مریض کی نفسیات کو بھی مد نظر رکھتا ہے اور ایسے اسلوب ومنہج میں مریض کو مخاطب ہوتا ہے کہ وہ وہم ومایوسی سے دور رہے اور مریض یہ یقین کرلے وہ وہ صحت یاب ہو جائے، حدیث میں ہے:

"یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا" [13]

"آسانی پیدا کرو! اور تنگی مت پیدا کرو!، خوشخبری دو اور نفرت مت پیدا کرو"

مواقع شبہات سے دور رہے۔

طبیب اور ڈاکٹر کے لیے یہ بھی چیز ضروری ہے کہ وہ مواقع اور شبہات سے دور رہے۔ یعنی اس کی شرافت اور عظمت سے بالاتر اس کی کوئی سرگرمی نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اس کو پھر کبھی عذر ومعذرت سے کام لینا پڑے اور اس سے اس پیشہ کا وقار گر جائے۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے:

"کنا ندع تسعة اعشار الحلال مخافة ان نقع فی الحرام" [14]

---

[12]Al-Toubah, 9:129

[13]Ibid,.Kitabul-Ilm, , Daar Ibn-e-Kathir, Beirut, 1987, 69/1

[14]Ahyaa uloom Uddin.kitab tafreeq alsadqat wa kitab alwaquf.Hadees:95/2.daralmarifta.bairoot

’’ہم نو فیصد حلال چیزیں حرام میں پڑنے کے اندیشے سے چھوڑ دیتے تھے۔‘‘

لٰہذا ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ اپنے پیشے طب کے ساتھ اسی سے متعلق کوئی ایسا پیشہ اختیار نہ کرنے کہ اسے اپنے طبابت کے دوران اس پیشہ اور کاروبار کے فائدے کو ملحوظ رکھنا پڑے،اس طرح کہ وہ اپنے طبابت کے ساتھ میڈیکل اسٹور بھی چلائے اور مریض کے لیے ایسی دوائیں تجویز کرے جس میں اس کا نفع زیادہ ہوتا ہو، حالانکہ ان ادویہ کی تجویز کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ مریض کے نفع کو ملحوظ رکھے۔[15]

صبر وضبط سے کام لے:

یہ حقیقت ہے کہ پیشہ طب ایک عظیم تر پیشہ ہے،اس کی شرافت وعظمت کو بتلانے کے لیے صرف یہ بتلادینا کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسٰیؑ کو بطور معجزہ کے مختلف پیچیدہ امراض کی شفاان کے دست مبارک میں رکھی تھی۔

”و ابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله“ [16]

عالم، جاہل،واقف،ناواقف ہر قسم کے لوگوں سے اسے واسطہ پڑتا ہے ان سے کچھ تلخ باتیں بھی سننی پڑتی ہے اس پر صبر وضبط سے کام لے،اسی صبر ضبط کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

”وان تصبروو تتقوفان ذلک من عزم الامور۔“[17]

’’صبر وضبط سے وہی کام لیتے ہیں جو اولوالعزمی اور ہمت واستقامت کے پہاڑ ہوتے ہیں۔‘‘

جدید طبّی معلومات پر عبور حاصل کرے۔

طبیب کو چاہیے کہ وہ جدید علمی وطبّی اکتشافات کا علم رکھے، نئی نئی معلومات کو حاصل کرے تاکہ بیماروں اور مریضوں کا بہتر اور اچھا علاج کر سکے اور ان کو نئی دریافتوں کے نتیجے میں حاصل ہونے والے تجربات کی روشنی میں علاج مہیا کر سکے۔ طبیب کو چاہیے کہ وہ نئے اکتشافات اور دریافت کا کھوجی اور متلاشی ہو،تاکہ وہ نئے طریقہ علاج کے ذریعہ مریضوں کے حق میں سہولت بہم پہنچا کر ان کا دل موہ لے ،علم یہ شرف وعزت کا سبب ہوتا ہے اور لاعلمی اور جہالت یہ ناکامی، رسوائی اور ذلت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔[18]

---

[15].Mufti abu baker jabir qasimi,Mufti rafiuddin Hanif qasimi. Jadeed Tibbi Masael.daraldawa wa alrashad yousuf gorra,Haiderabad(talangana astate)2014.Sapha :26

[16]Al Imran3:49

[17]Al Imran 3:186

[18] Mufti abu baker jabir qasimi,Mufti rafiuddin Hanif qasimi. Jadeed Tibbi Masael.daraldawa wa alrashad yousuf gorra,Haiderabad(talangana astate)2014.Sapha :27

ہر وقت اللہ سے مدد کا طالب ہو۔

مسلمان ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ بیماروں کے علاج میں اللہ سے مدد طلب کرتا رہے اپنے کام کو اللہ کے نام سے شروع کرے کہ جو اللہ کرے وہی ہوتا ہے جو وہ نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا، اس طرح اس کے دل میں ایک طرح کا سکون اور اطمینان حاصل رہے گا اور وہ علاج و معالجہ کے سلسلے میں محض اپنی ذات پر اعتماد کی بجائے ذات خداوندی کو بھی اپنے کام کا شریک بنالے گا۔ اسی طرح اس کا توکل اور یقین بھی بڑھتا جائے گا صرف اپنے قوت بازو اور اپنی طاقت پر اعتماد اور اپنے تجربہ اور معلومات پر اکتفا یہ اس کے لئے لائق اور شایان شان نہیں ہے۔ ورنہ پھر اللہ عزوجل اس کو اپنے اوپر اعتماد اور بھروسہ کرنے کی وجہ سے اس کو خود اس کی ذات کے حوالہ کر دیں گے اور پھر وہ عاجز اور بے بس ہو کر رہ جائے گا۔

لوگوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کر کے سلوک کرے۔

جب ڈاکٹر کے پاس لوگ آئیں تو وہ انہیں ان کا مقام اور عزت دے، حدیث میں ہے "جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف شخص آئے تو اس کا اکرام اور اس کی عزت کرو" دنیا اور آخرت میں ہر شخص برابر نہیں ہوتا عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے اس کا یہ مطلب نہیں کہ غریب و فقیر کو کوئی اہمیت نہ دے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرے لوگوں میں سے ہر شخص کو اس کا مقام دے۔[19]

مریض کی بات غور سے سنے:

ڈاکٹر کو چاہیے کہ مریض کی بات غور سے سنے اور اس کو بات کرنے کا موقع فراہم کرے اور گفتگو کے دوران اس کی بات کو نہ کاٹے، یہ بہت بڑی اخلاقی خوبی ہے آپ ﷺ بھی مخاطب کو بات کرنے کا موقع فراہم کرتے تھے ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ آپ ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا اے بھتیجے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسمع ابوالولید (ابوالولید میں سن رہا ہوں) آپ نے عتبہ سے کچھ کہا پھر جب وہ فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا قد فرغت یا اباالولید (ابوالولید کیا تم فارغ ہو گئے) اس نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا میری بات سنو، پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو سورۃ فصلت پڑھ کر سنائی۔ طبیب کو بھی مریض کے اپنے تمام احوال اس کے سامنے رکھنے کا موقع دینا چاہیے، کہ کچھ بات اس کے دل میں رہ جائے جس کا وہ اظہار نہ کر سکے اور اس کو اس کا ملول ہو اور وہ بعد میں مطمئن نہ ہو۔

تواضع اختیار کرے:

ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ تواضع اختیا کرے، اور وہ اللہ عزوجل کے اس خدمت انسانی کے پیشہ سے جوڑنے پر اس کا شکر بجالائے، کہیں شیطان اسے اپنی ذات پر اعتماد کا سبق نہ پڑھادے کہ اسی سے شفایابی اور صحت یابی ہوئی ہے۔ اس کی ذہانت و فطانت نے مریض کے اچھے ہونے

[19] Jadeed Tibbi Masael

میں کام کیا ہے، بلکہ اسے عنایت خداوندی اور فضل ربانی سمجھے کہ اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ میں شفا رکھی ہے۔اس تواضع سے اس کی معلومات میں اور اس کی عزت اور شرافت میں مزید اضافہ ہوگا۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ شیطان کی ایک تدبیر یہ ہوتی ہے کہ وہ صاحب رتبہ وحیثیت شخص کے دل میں یہ خیال ڈالے کہ وہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش روی کا مظاہرہ نہ کرے، بلکہ ان کے ساتھ سختی، تندی اور ترش روی کا مظاہرہ کرے ورنہ اس کا وقار گھٹ جائے گا اور وہ لوگ اس پر جری ہو جائیں گے۔اس طرح کے خیالات کے ذریعہ وہ اس کو تو لوگوں کی دعاؤں اور ان کی محبت سے محروم کردیتا ہے اور لوگوں کو اس کے نفع سے محروم کردیتا ہے۔

"انه یامرک ان تلقی المساکین وذوی الحاجات بوجه عبوس ولا تریهم بشرا ولا طلاقة فیطمعوا فیک" [20]

احکام شرعیہ کی ضروری جان کاری حاصل کرے۔

ڈاکٹر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے عبادات وغیرہ سے متعلق احکام معلوم ہوں، چونکہ لوگ بھی ڈاکٹر سے وہ مسائل جو عبادات صحت اور مرض سے متعلق ہوتے ہیں اس کا سوال کرتے ہیں جانکاری نہ ہونے کی صورت میں خود یہ بھی اور مریض بھی ممنوعات شرعیہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ لہذا بیماری کی حالت میں جو رخصتیں عبادات کے حوالے سے ہیں یا جہاں وہ رخصتیں چسپاں نہیں ہوتیں اس کو علم میں رکھے کہ وہ بیمار جانکاری کے نہ ہونے کی وجہ سے ان عبادات کو ترک کرکے نہ بیٹھ جائے۔

جھوٹی گواہی نہ دے:

طبیب کو جب گواہی کی یا کسی طبّی جانچ اور رپورٹ کو پیش کرنے کی ضرورت ہو تو حقیقت پر مبنی رپورٹ پیش کرے، قرابت داری،اعزاء پروری ،دوستی محبت وغیرہ یہ چیزیں خلاف واقعہ رپورٹ دینے پر اسے مجبور نہ کریں اور جھوٹی گواہی نہ دیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہ سے کہا الا انبئکم باکبر الکبائر (کیا میں تم کو کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں صحابہ ضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا والدین کی نافرمانی نہ کرنا پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور فرمایا و قول الزور اور سن لو جھوٹی گواہی حضور ﷺ اس کو مکرر فرماتے رہے یہاں تک کہ یہ خدشہ ہونے لگا کہ آپ ﷺ خاموش نہ ہوں گے۔[21]

"ولا تکتم الشهادة ومن یکتمها فانه اثم قلبه"[22]

بیمار کے راز پوشیدہ رکھے:

[20]Aghaut aluhhan.fasal wa man makaidataina yamark:20/1,daralmarifta,bairoot,altibbata alsania 1395-1975

[21] :Bukhari:bab mn atkabin idiashabh.Hadees:6273

[22]Albaqra 2:282

ویسے تو ہر مسلمان کے لیے یہ لازم اور ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے راز عیاں نہ کرے، ڈاکٹروں کے لیے تو یہ نہایت ضروری اور اشد چیز ہے، چونکہ بیمار ڈاکٹر کے سامنے رضاکارانہ طور پر اپنے امراض کو ظاہر کرتا ہے ڈاکٹر کو چاہیے کہ بیماری کی جو کوئی بھی معلومات اسے حاصل ہوں وہ اسے راز میں رکھے اس کے امور اور امراض کا دوسروں سے اظہار نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من ستر مسلما سترة الله في الدنيا والاخرة۔ [23]

"جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے تو اللہ عزوجل دنیا اور روز قیامت اس کی پردہ پوشی کریں گے۔"

ہاں اگر احوال ایسے ہوں کہ بیمار کے امراض کے چھپانے میں زیادہ ضرر اور نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کے مقابلے میں بیماری کا اظہار کر کے چھوٹے ضرر کو برداشت کیا جائے گا، مثلا یہ کہ کوئی شخص کسی وبائی مرض میں مبتلا ہے جس سے دوسروں کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو خصوصی لوگوں کو اس کی اطلاع دینا یا شوہر ایڈز وغیرہ میں مبتلا ہو تو اس کی بیوی کو اس سے باخبر کرنا درست ہے۔

کسی شرعی یا علمی جواز کے بغیر علاج سے نہ رکے:

ڈاکٹر کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی عذر شرعی یا علمی کے کسی کے علاج کرنے سے رک جائے اور ایسی دوا تجویز کرے جس سے ظن غالب شفاء کا ہو ایسے ہی حرام ادویہ جیسے نشہ آور چیزیں تجویز نہ کرے اگر مباح سے اس جگہ کام چل سکتا ہو۔

جب نسخہ لکھے تو واضح تحریر میں لکھے کہ میڈیکل والے کو دوائی دینے میں کوئی ابہام نہ ہو۔ ڈاکٹر کے لے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بیمار کو دوا کا طریقہ استعمال، اوقات اور دوا کے استعمال کے دوران رونما ہونے والے اثرات بتلادے۔ غیر ضروری دوا تجویز نہ کرے طبّی اصولوں کے مطابق دوا تجویز کرے۔

بغیر کسی ضرورت کے حد شرع کو تجاوز نہ کرے:

ڈاکٹر کو چاہیے کہ ممنوعات شرعیہ کو بقدر ضرورت استعمال کرے۔ بیمار کی شرمگاہ بقدر ضرورت دیکھنا اور اس کا چھونا جائز ہے جب ڈاکٹر جانچ پڑتال کر چکے تو اب اس کے بعد بغیر کسی ضرورت کے اس کی شرمگاہ کا دیکھنا اور اس کا مس کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہو گا چونکہ فقہی قاعدہ ہے ماجاز لعزر بطل بزوالہ جو چیز عذر کی وجہ سے جائز ہوتی ہے وہ عذر کے ختم ہونے پر اس کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ [24]

مریض کی بھلائی کے لیے اس کی جان ختم نہ کردے۔

ڈاکٹر کے لیے جائز نہیں کہ وہ مریض کی بھلائی کے لیے یا بجذبہ رحم اس کی جان لے لے، چونکہ یہ بھی قتل نفس شمار ہو گا جس کو اللہ تعالی نے حرام کہا ہے لہذا ڈاکٹر کو کسی بھی صورت میں مریض کی جان کو ختم کردینے کا اختیار نہ ہو گا مثلا کوئی بیمار شخص جو اپنی زندگی اور بیماروں

[23] Bukhari:Bab la yazlum almuslim almuslim, Hadees 2442
[24] ilashabah wa anzaer. Dar alkutab alilmia, bairoot.jild 1,Sapha84

سے تنگ آچکا ہے تو اس کی تکلیف اور موت وزیست کی کشمکش کو ختم کر دے خواہ یہ اس مریض کے مطالبہ پر ہو یا اس کے رشتہ داروں کے مطالبہ پر بہر صورت اس طرح جان کو ختم کرنا جائز نہیں۔

بیمار کو حکمت اور نرمی کے ساتھ مرض بتلائے۔

اگر مریض ڈاکٹر سے بیماری کے بارے میں دریافت کرے تو پوری دانش مندی اور حکمت عملی کے ساتھ اس بیماری کا اظہار کرے، بیمار کا واسطہ اور تعلق اللہ عزوجل سے قائم کرے اس کے ساتھ لطف اور مہربانی کا رویہ اختیار کرے اس کی ڈھارس بندھوائے ان امور کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"من فرج عن مسلم كربة من كرب الدنيا ، فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة" [25]

''جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے تو اللہ عزوجل اس کے آخرت کی پریشانیوں میں سے کسی پریشانی کو دور کریں گے۔''

خندہ پریشانی اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرے۔

ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ خلیق، ملنسار، ہنس مکھ اور خوش مزاج ہو، مریضوں سے خندہ پیشانی اور کھلے مزاج سے ملے اچھی طرح ان کے احوال دریافت کرے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"تبسمک فی وجهه اخیک صدقة" [26]

''تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے۔''

بیماروں کے سامنے دوسرے ڈاکٹروں پر تنقید نہ کرے۔

ڈاکٹر کو اپنے حوالے سے غور و فکر کرنا چاہیے، اپنے امور میں مہارت، وقت اور کاموں پر اسے دھیان کرنا چاہیے نہ یہ کہ اپنے دیگر ڈاکٹروں کی کمزوریوں اور اوصاف کو بیان کرنے میں لگا رہے۔

---

[25] Almaajum alaust:man ismah Ahmad,Ahmad, Hadees 178

[26]Terimzi,Sanae almaroof.Hadees 1956